Vol.5 No.4 2021

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی م:۱۹۹۸ء (شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ، لاہور) کی علمِ حدیث پر "تصانیف" میں توجیہات و تشریحات کا جائزہ

*خدیجہ
(ریسرچ سکالر پی ایچ ڈی: گفٹ یونیورسٹی گوجرانوالہ) سیشن:۲۰۱۷ تا ۲۰۲۰
*ابو بکر صدیق بن حافظ محمد رفیق طاہر
ریسرچ سکالر پی ایچ ڈی: گفٹ یونیورسٹی گوجرانوالہ

ABSTRACT

Maulana Mohammad Musa Rohani Bazi has written more than 200 books in a short period of time. Many books can be found of his vast knowledge in ethics, literature, philosophy,mysticism, Hadith, interpretation, astronomy, etc.Maulana Mohammad Musa Rohani Bazi is known for valuable services on Hadith and his precious work is helping many researchers. His scientific and inspirational explanations are well-known and well-researched. Therefore, with regard to the service of Hadith, various writings on Hadith of Shaykh al-Bazi reflect his application in different traditions and the era of his comprehensive and inspirational rationalizations and great works on factors attracting to research on Hadith. This article consists of analytical research on books on Hadith.The article under review consists of five chapters:Research review of various works on Hadith and their explanations and applications are presented. And they are discussed in the form of exceptional poetry and literature.
Introduction to Maulana Al-Bazi's books on Hadith are presented in chapter five. It also consists of introduction, review and research to commentary of Tirmidhi ''Riadh ul Sanan'' and its comparative analysis with other commentaries of Tirmidhi and includes explanations and spiritual applications of Rohani.At the end of this article, sources and references, summary of debate and conclusion and recommendations of this research article are discussed.
May Allah accept this literary effort! Amin.

Key Words: تحقیق، توجیہ، تطبیق، اقول، استنباط، احناف

یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ دین "اِسلام" میں روزِ اوّل سے لے کر تاہنوز مخلوقِ خدا کی ہدایت، تعلیم وتربیت اصلاحِ اعمال واخلاق، تزکیۂ باطن، انسانیت کی تعمیر وتشکیل اور اُمت کی وحدت اور ارتقاء میں علماءِ اُمت، صلحاءِ ملّت، اولیاء اللہ اور مشائخ کی صحبتیں، انکی مجالس، انکے ارشادات وافادات انکے ہدایات وملفوظات اور بعض اوقات ان کی دل نوازنگاہیں نسخہ اکسیر ثابت ہوتی ہیں۔

امام مالکؒ (م:۱۷۹ھ)، امام احمد بن حنبلؒ (م:۲۴۱ھ)، امام ابوحنیفہؒ (م:۱۵۰ھ)، امام شافعیؒ (م:۲۰۴ھ)، امام بخاریؒ (م:۲۵۶ھ)، امام ترمذیؒ (م:۲۷۹ھ)، امام سفیان ثوریؒ (م:۲۵۶ھ)، شیخ سہروردیؒ، شیخ عبدالقادر جیلانیؒ (م:۱۶۱ھ)، علامہ ابن تیمیہؒ (م:۷۲۸ھ)، شیخ محمد بن طاہر پٹنیؒ (م:۹۸۶ھ)، حافظ ابنِ قیمؒ (م: ۷۵۱ھ)، حضرت مجدّد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ (م:۱۶۲۴ء)، شیخ عبدالحق دہلویؒ (م:۱۰۵۲ھ)، حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ (م:۱۱۷۶ء)، شاہ محمد اسحٰق دہلویؒ (م:۱۲۶۲ء)، شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ (م:۱۲۳۹ھ)، مولانا محمد قاسم نانوتویؒ (م:۱۲۹۷ھ)، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ (م:۱۳۲۳ھ)، مولانا حسین احمد مدنیؒ (م:۱۳۷۷ھ)، حضرت مولانا امداد اللہ مہاجر مکیؒ، شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسنؒ، مولانا اشرف علی تھانویؒ (م:۱۳۶۲ھ)، مولانا خلیل احمد سہارنپوری (م:۱۳۴۶ھ)، علامہ انور شاہ کشمیرؒ (ولادت:۱۲۹۲ھ)، مولانا عبید اللہ سندھی (ولادت:۱۲۸۹ھ)، سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ (ولادت:۱۳۱۰ھ)۔ یہ سب حضرات ایک طرف شیوخ طریقت اور دوسری طرف مسندِ علم کے تاجدار تھے، ان کے احوال وسوانح، کمالات، علم کے ساتھ ساتھ برکاتِ باطنی سے بھی لبریز ہیں۔ ان کی مجالس، ان کے فیوض وبرکات، ان کی گفتگو اور ان کے ارشادات سے ایک عالم مستفید

ہوا اور اب تک استفادہ کیا جا رہا ہے۔ یہی بزرگ تھے جن کے دَم قدم سے دینِ اسلام کی روشنی پھیلی۔ درحقیقت اس کی وجہ بھی یہی تھی کہ ان کی ذات میں مدرسہ اور خانقاہ کی جامعیت تھی وہ اسوۂ حسنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب تر تھے اس لیے ان کا فیض بعید سے بعید تر حصّہ تک پھیلتا چلا گیا۔[1]

آئمہ اسلافؒ میں ایک ایک کی سوانح اور ان کے تذکرہ و احوال کا مطالعہ کیا جائے تو ظاہر و باطن کے علوم کے جامع نظر آئیں گے۔ بقیۃ السّلف مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی (م:۱۹۹۸ء) کا وجودِ گرامی بھی دینِ اسلام کی تاریخ دعوت و عزیمت کی ایک زرّیں کڑی اور تسلسل اور اس کی حقانیت اور صداقت کی ایک واضح دلیل ثابت ہوا۔[2]

آپ کے درس کی سب سے خاص بات "قال" کے ساتھ "اَقول" کا ذکر:

آپ کی تصانیف کی تعداد ۲۰۰ سے زائد ہیں جو تحقیق و تدقیق کا ایک بہت بڑا خزانہ لیے ہوئے نظر آتی ہیں۔ آپ کی تحقیقات و تدقیقات کا یہ عالَم تھا کہ کسی ایک لفظ کی تحقیق پر بھی قلم اُٹھاتے تو ایک ضخیم کتاب تصنیف کر ڈالتے تھے۔

آپ کے درس کی سب سے خاص بات "قال" کے ساتھ "اَقول" کا ذکر ہوتا تھا، یعنی "میں اس مسئلے میں یوں کہتا ہوں۔" یہ خوبی قدرت نے آپ کو علمی و وہبی طور پر عطا فرمائی تھی۔

چنانچہ اکثر علمی و فنی مسائل میں دیگر علماء کرام کے اَقوال و آرا اور دلائل کے ساتھ ساتھ آپ "اَقول" کہہ کر اپنی جانب سے جدید دلائل اور لطیف توجیہات بھی ذکر فرماتے اور وہی جوابات و دلائل سب سے زیادہ قوی ہوتے۔ جس کا اندازہ ان کی بطورِ مثال دی گئیں، چند توجیہات سے لگایا جاسکتا ہے۔

مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی کی قبر مبارک سے اٹھارہ ماہ تک جنتی خوشبو کا پھوٹنا

آپ کی وفات ۱۹ اکتوبر بروز پیر ۱۹۹۸ء کو ہوئی۔ تدفین کے بعد شیخ ترمذی موصوفؒ کی قبر اطہر سے اور مٹی سے خوشبو آنا شروع ہوگئی جس نے پورے میانی قبرستان کو معطر کر دیا۔ مولانا کی قبر مبارک سے اٹھارہ ماہ تک خوشبو آتی رہی۔[3]

بطورِ امثال ان میں سے چند توجیہات و تشریحات کا ذکر کیا جاتا ہے:

مثال نمبر(۱): باب ماجاء فی فضل الطہور

مولانا روحانی بازی کی وضوء سے گناہ کبیرہ کے ختم ہونے کی تشریح و توجیہہ

حدیث:

عن ابی ہریرہ قال قال رسول اللہﷺ اذا توضاء العبد المسلم اولمؤمن فغسل وجھہ خرجت من وجھہ کل خطیۃ نظر الیھا بعینیہ مع الماء اومع اخرقطر الماء اونحوھذا او اذا غسل یدیہ خرجت من یدیدہ کل خطیئۃ بطشتھا یداہ مع الماء اومع اخر قطر الماء حتٰی یخرج نقیًا من الذنوب۔[4]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب مسلمان یا فرمایا، مؤمن بندہ وضوء کرتے ہوئے اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے وہ تمام گناہ پانی یا فرمایا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ ڈھل جاتے ہیں۔ جو اس کے آنکھوں سے سرزد ہوئے ہوتے ہیں اور جب دونوں ہاتھ دھوتا ہے، تو ان سے سرزد ہونے والی تمام خطائیں پانی یا فرمایا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ نکل جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک صاف ہو کر نکلتا ہے۔

مسئلہ: اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ ماء وضوء کے ساتھ ذنوب (گناہ) خارج ہو جاتے ہیں۔ علماء کا اتفاق ہے کہ حقوقِ مالیہ اور حقوق العباد کیلئے حسنات (نیکیاں)، کفارہ نہیں ہیں، بلکہ مستقل توبہ کی ضرورت ہے۔ البتہ دیگر ذنوب معاف ہو جاتے ہیں لیکن اختلاف اس بات پر ہے، کہ صرف صغائر (یعنی چھوٹے گناہ) معاف ہوتے ہیں یا کبائر (یعنی بڑے گناہ) بھی۔ یہ نہایت مفید مسئلہ ہے، علماء کے اس میں مختلف اَقوال ہیں۔ مولانا البازی نے ان کی مکمل تفصیل ذکر کی ہے۔

---

[1] بروایت، عبد الرحمٰن البازی، الحسن، ماہنامہ، جامعہ اشرفیہ، لاہور، ۲۰۰۱، ص:۴۰۔

[2] عبد الرحمٰن، البازی، دُنیائے علم کا مینار، ماہنامہ الصیانۃ المسلمین، پاکستان، جون ۱۹۹۹ء، ص:۲۶۔

[3] مولانا سعید احمد انگوی، امالی، کلاس، مولانا روحانی بازی، جامعہ اشرفیہ، لاہور۔ ۲۰۰۷ء، ص:۴۹

[4] ترمذی، بن عیسی بن سَورۃ بن موسی بن الضحاک، سنن الترمذی، مطبعہ مصطفی البابی الحلبی، مصر، ۱۹۷۵ء باب: ماجاء فی فضل الطہور، ج:۱، ص:۳۳

مولاناالبازی کے اپنے دو علمی اَقوال وتوجیہات درج ذیل ہیں

قولِ اوّل:

فرمایا کہ: درجات کا حسنات (نیکیاں) میں اور سیئات (گناہ) میں بھی اعتبار، حسنہ صغیرہ یعنی چھوٹے گناہ کیلئے کفارہ ہے اور کچھ بڑی حسنہ، کچھ بڑے گناہ کیلئے کفارہ ہے۔ حسنہ کبیرہ، گناہ کبیرہ کیلئے کفارہ ہے اور حسنہ صغیرہ، صغیرہ گناہ کیلئے حسب الدّرجات کفارہ ہیں۔ مولانا البازی فرماتے ہیں کہ اس قول کی دلیل سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے قول سے مجھے ملی ہے اور دیگر آثار سے بھی اور وہ قول یہ ہے:

الوضوء یکفر الذنب والمشی الی المسجد یکفر اکبر من ذالک والصلوۃ تکفر اکبر من ذالک.

قول ثانی: حضرت البازی اس مسئلے میں جمہور کا مذہب ذکر کرتے ہیں

فرمایا کہ: وضوء سے صغائر معاف ہوتے ہیں مطلقاً بغیر کسی شرط وتقیید کے، کیونکہ قرآن میں ہے:

ان الحسنات یذھبن السیئات. اور سیئات سے مراد صغائر ہیں البتہ کبائر بغیر توبہ معاف نہیں ہوتے مثلاً چوری، ڈاکہ وغیرہ۔ یہ جمہور کا مذہب ہے سلفاً وخلفاً کما قال الحافظ العینیؒ وابن حجرؒ".

توجیہہ روحانی بازی:

فرمایا کہ: مولانا! یہ قول بڑا لطیف ودقیق ہے۔ بڑی دعاؤں کے بعد اللہ نے القاء فرمایا۔ یہ قول میرا مختار ہے اور میری توجیہ ہے جو روئے زمین کی کسی کتاب میں نہیں ہے۔ یہ توجیہ میں نے خوب غور وفکر کے بعد بعض احادیث سے مستنبط کی ہے۔ یہ توجیہ بڑی اچھی ہے۔ میری اس توجیہ سے احادیث میں تعارض دفع ہو جاتا ہے اور کئی مشکل احادیث حل ہو جاتی ہیں اور سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس توجیہ سے مذہبِ جمہور اور اہلِ کشف کے واقعات کے مابین تطبیق ہو جاتی ہے۔ لیکن اس توجیہ کے ذکر سے پہلے ایک تمہید سن لیں۔[5]

تمہیدِ روحانی بازی:

وہ تمہید یہ ہے کہ ہر گناہ خصوصاً گناہِ کبیرہ میں دو حیثیتیں ہیں۔ اوّل نفسِ کبیرہ یعنی ذاتِ کبیرہ، دوم کبیرہ گناہ کا بُرا اثر في الظاھر والباطن والاعضاء مثلاً زنگ، بدبو، بدصورتی، سواد اور بُرے آثار جو اعضاء میں پیدا ہوتے ہیں۔ یہ بات واضح ہے کہ گناہ کے ظاہر میں بُرے اثرات ہوتے ہیں، زنگ بھی ہوتا ہے، بدبو بھی ہوتی ہے، اس سے انکار کی گنجائش نہیں اور یہ تجربہ سے بھی ظاہر ہے۔ ڈاکو کی تصویر سے بھی پتہ چل جاتا ہے کہ یہ شیطان آدمی ہے۔ ظلمت چہرے پر آجاتی ہے۔

احادیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ چنانچہ روایت ہے:

عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت: قلت: یا رسول اللہ ﷺ! حسبک من صفیۃ کذا تعنی قصیرۃً فقال: یا عائشۃ! لقد قلت کلمۃ لو مزجت بماء البحر لمزجتہ۔[6]

یعنی حضرت عائشہؓ نے سوکن کا عیب بیان کرتے ہوئے کہا کہ صفیہؓ اتنی سیتو ہے یعنی چھوٹے قد والی ہے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ تونے ایسا قبیح کلمہ کہا ہے کہ اگر اسکو سمندر کے پانی کے ساتھ ملا دیا جائے تو سارا سمندر آلودہ ہو جائے۔ یہ واقعہ ہے، نبی ﷺ کو نظر آیا۔ معلوم ہوا کہ گناہ کا بھی ایک ذائقہ، طعم اور بُرا اثر ہوتا ہے۔

نیز حدیث مرفوع ہے حجرِ اسود کے بارے میں:

ھو حجر انزلہ اللہ من الجنۃ و کان ابیض من اللبن فسودتہ خطایا بنی آدم. مسند احمد میں ہے: خطایاکم. صحیحین میں ہے کان ابیض من اللبن فسودتہ خطایا المشرکین.

اب تو آنکھوں سے بھی حجرِ اسود کی سیاہی نظر آتی ہے ورنہ یہ اتنا چمکدار تھا کہ میلوں تک اس کی روشنی جاتی تھی۔ معلوم ہوا کہ گناہ بُرا اثر رکھتا ہے۔ نیز ترمذی ونسائی میں ایک حدیث شریف ہے:

ان العبد اذا اذنب نکتۃ في قلبہ نکتۃ سوداء فان تاب و نزع و استغفر صقل قلبہ و ان عاد زاد حتي تعلو قلبہ و ذلک ھو الران

---

[5] مولانا عبدالعزیز جہانگیروی، امالی، کلاس، مولانا البازی، دورہ حدیث شریف، جامعہ اشرفیہ، لاہور، ۲۰۰۷ء، ص: ۵۴

[6] ترمذی، بن عیسی بن سَورۃ بن موسی بن الضحاک، سنن الترمذي، مطبعہ مصطفی البابي الحلبي، مصر، ۱۹۷۵ء، ج: ۱، ص: ۱۷۷

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.4 2021

قال الله تعالی: كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَا كَانُوْا يَكْسِبُوْن.[7]

اس آیت اور احادیث سے معلوم ہوا کہ گناہ کا ظاہری بُرا اثر سواد، بو، زنگ وغیرہ بھی ہوتا ہے۔

توجیہہ و تطبیقِ روحانی بازی

فرمایا کہ: حدیث بابِ ہٰذا کی تشریح میں کہ ماءوضوء کے ساتھ ساتھ صغائر تو مطلقاً خارج ہو جاتے ہیں۔ جمہور کا مذہب بھی یہی ہے اور نفسِ کبائر اور ذاتِ کبائر خارج نہیں ہوتے، معاف نہیں ہوتے جیسا کہ جمہور کا مذہب ہے، کبائر توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے لیکن کبائر کا سوداء زنگ اور بد بو وغیرہ خارج ہو جاتا ہے، وضوء کے ساتھ مکمل طور پر یا کچھ نہ کچھ۔

اس توجیہہ سے احادیث میں اور واقعات اور کراماتِ اولیاء اللہ میں تطبیق ہو جاتی ہے اور یہ بڑا فائدہ ہے۔ اگر یہ توجیہ نہ ہو تو ان واقعات اور احادیث میں تعارض باقی رہتا ہے۔ کئی بزرگوں کے واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ ماءوضوء سے گناہ کبیرہ بھی خارج ہو جاتے ہیں، اور یہ تعارض ہے بظاہر اور جمہور کے مذہب کی مخالفت ہے، لیکن اس توجیہ سے تعارض رفع ہو جاتا ہے۔ وہ یہ کہ کبیرہ گناہ جو خارج ہو جاتا ہے۔ وہ بحیثیت ثانی خارج ہوتا ہے یعنی سوداء، زنگ، بوء وغیرہ لیکن نفسِ کبیرہ خارج نہیں ہوتے۔ لہٰذا تعارض رفع ہوا، ذات اور چیز ہے اور صفت اور چیز ہے۔

موصوف بعض جگہ محدثین کے اَقوال واحکام پر اعتراض کرتے ہیں اور اپنی علمی تشریحات و توجیہات

فرمایا کہ: امام عبدالوہاب شعرانیؒ نویں دسویں صدی کے ہیں۔ اپنے زمانے کے عظیم ولی اللہؒ اور صاحبِ کشف ہیں۔ وہ اپنے شیخ علی خواصؒ کے بارے میں میزان کبریٰ، ج ا ص ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱ پر لکھتے ہیں:

قال: قد اعطاه الله علما يعلم به الذنوب للرجل من غسالته و لذا كان على الخواص مع كونه شافعيا لا يتوضأ من مطاهر المساجد في اكثر اوقاته لتقذير مائها بالخطايا التي خرّت فيها و يعرف هو رحمه الله[8]

یعنی میرے شیخ علی خواصؒ کو اللہ تعالیٰ نے یہ علم عطا فرمایا تھا کہ وہ کسی شخص کے گناہ کو اس کے غسالہ میں دیکھ لیتے تھے۔ اس لئے وہ باوجود شافعی المذہب ہونے کے حوض سے وضوء نہیں کرتے تھے۔

نیز امام شعرانیؒ لکھتے ہیں: و كان يعرف غسالات الحرام من المكروه و خلاف الاولى

> **نیز وہ لکھتے ہیں کہ:** و دخلت معه مرة ميضاء ة مدرسة الازهرية فاراد أن يستنجى من المغطس فخرج فنظر فيها و رجع فقال: رأيت فيها غسالة ذنب كبير. و كنت قد رأيت شخصًا الذى دخل قبل الشيخ و خرج. فتبعته و اخبرته خبرا فقال: صدق الشيخ قد وقعت في الزنا. ثم جاء الى الشيخ و تاب.

فرمایا کہ: اس واقعہ پر نظر ڈالیں کہ شیخ علی خواصؒ نے پانی کے اندر اس شخص کے گناہ کبیرہ کا بُرا اثر سواد وغیرہ دیکھا تھا۔ اگر گناہ کا اثر خارج نہ ہوتا ہو تو پھر شیخ نے کیا دیکھا، کیونکہ نفسِ گناہ تو خارج نہیں ہو سکتا، اُنہوں نے فعل زنا تو نہ دیکھا تھا۔ معلوم ہوا کہ گناہ کا اثر، ماءِوضوء سے زائل و خارج ہوتا ہے۔ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صرف اثر زائل ہوا تھا، گناہ زائل نہیں ہوا تھا۔ اسی لئے اس گناہ کرنے والے شخص نے گناہ سے توبہ کی۔ اگر نفس گناہ زائل ہو جاتا تو توبہ کی ضرورت نہیں تھی۔

> **فرمایا کہ:** وكنت معه يومًا على شط حوض أتوضأ و هو لا يتو ضأ فقلت: ما لک لا يتوضا؟ قال: يا شيخ! ألا ترى فيه من الجيفة. فكيف أتوضأ من الماء"

یعنی ایک مرتبہ میں شیخ علی خواصؒ کے ساتھ ایک حوض کے کنارے پر تھا۔ میں وضوء کر رہا تھا اور شیخ وضو نہیں کر رہے تھے۔ میں نے وضوء نہ کرنے کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ پانی میں خنزیر اور کتے پڑے ہیں۔ میں نے کہا کہ صاف ستھرا پانی ہے، تو شیخؒ نے مجھے پاس بلایا اور میری آنکھوں پر اپنا ہاتھ پھیرا تو میں نے خود اپنی آنکھوں سے حوض میں خنزیر، کتے وغیرہ دیکھے جو گناہوں کی شکل میں الگ الگ صورت میں موجود تھے، حتیٰ کہ بدبو سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ یہ غیبت کا غسالہ ہے یا یہ فلاں گناہ کا غسالہ ہے۔

---

[7] ترمذی، بن عیسی بن سَورة بن موسی بن الضحاک، سنن الترمذي، مطبعه مصطفى البابي الحلبي، مصر، ۱۹۷۵ء، ج:ا، ص:۱۸

[8] شعرانی، جامع المعبد الوہاب، میزانِ کبریٰ، دار الکتب العلمیہ، طبع:۱۹۷۶، بیروت، لبنان ج:ا، ص:۱۱۰، ۱۱۱، ۱۰۹

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.4 2021

ماء مستعمل میں امام ابوحنیفہؒ کے تین اَقوال ہیں

(۱)طاہر غیر مطہر

(۲) نجس مغلظ جیسے پیشاب

(۳) نجس مخفف، جیسے ماکول اللحم کا پیشاب۔

یہ تینوں اَقوال متوضی (یعنی وضوء کرنے والا) کے گناہوں پر محمول ہیں:

فرمایا کہ: یہ تین اَقوال فقہی نہیں بلکہ یہ تین اَقوال متوضی کے گناہوں پر محمول ہیں کیونکہ ماء مستعمل میں گناہ خارج ہو جاتا ہے۔ تو اگر مرتکبِ گناہ خلافِ اُولیٰ ہو، تو ماء مستعمل طاہر غیر مطہر ہے، اگر مرتکبِ گناہ کبائر ہو، تو مائِ مستعمل نجس مغلظ ہے اور اگر مرتکب گناہ صغائر و مکروہات ہو، تو ماءِ مستعمل نجس مخفف ہے۔ امام شعرانیؒ فرماتے ہیں کہ یہ تینوں اَقوال امام ابوحنیفہؒ کے کشف پر مبنی ہیں۔

امام شعرانیؒ لکھتے ہیں کہ مقلدینِ ابوحنیفہ یہ سمجھتے ہیں کہ اس مسئلہ میں یہ تین اَقوال ہیں جیسا کہ اور مسائل میں اَقوال ہوتے ہیں لیکن ایسا نہیں ہے۔ یہ تین اَقوال مبنی ہیں احوالِ متوضی پر، اور یہ نکتہ میرے شیخ علی خواصؒ نے مجھے بتایا اور یہ احناف کے لئے بہت بڑا نکتہ ہے۔

امام شعرانیؒ، امام ابوحنیفہؒ کے کشف کے بارے میں فرماتے ہیں:

فقلت لشیخی: فاذا کان ابوحنیفۃ و صاحبہ ابویوسف من اعظم اهل الکشف ؟ قال: نعم. و قد بلغنا انہ دخل مطہرة جامعۃ الکوفۃ فرأى شابًّا یتوضأ فنظر في الماء المتقاطر منہ فقال: یا ولدی! تب عن عقوق الوالدین. فقال: تبت الی اللہ من ذلک. و رأى غسالۃ شخص آخر فقال لہ ابوحنیفۃ: یا اخی! تب من شرب الخمر و سماع آلات اللهو. فقال: تبت. و رأى غسالۃ شخص آخر فقال لہ: یا اخی! تب من الزنا. فقال: تبت من الزنا. ثم قال شیخی ابو علی الخواص: بلغنا انہ سأل اللہ أن یحجبہ عن هذا الکشف لما فیہ من الاطلاع علی سو آت الناس. فاجابہ اللہ الی ذلک. **میزان ج ا ص ۱۰۹**.

تشریح: فرمایا کہ: میں کہتا ہوں کہ ابوحنیفہؒ نے اس پانی میں گناہ کبیرہ کے بُرے اثرات دیکھے، یعنی کہ خود گناہ خارج نہیں ہوا تھا اور نہ توبہ کے حکم کی کیا ضرورت تھی۔ جب گناہ ہی دُھل چکا تھا۔ معلوم ہوا کہ بات وہی ہے جو میں نے کہی۔ یہ حکایات صاف اور واضح طور پر میری توجیہ کی مؤید ہیں۔

فرمایا کہ: امام شعرانیؒ ولی اللہ ہیں، صاحب کشف ہیں۔ احناف کی تعریف کرتے ہیں حالانکہ خود بھی شافعی ہیں اور ان کے شیخ علی خواصؒ، جو کہ صاحبِ کشف ہیں، بھی شافعی ہیں مگر انصاف پسند ہیں۔ ان واقعات میں اور جمہور کے مذہب میں تب تطبیق ہو سکتی ہے جب میری توجیہ مانی جائے ورنہ جمہور کے ''قول کی مخالفت ہوتی ہے۔

توجیہہ و تشریح روحانی بازی:

فرمایا کہ: بعد ازیں تمہید میں حدیثِ بابِ ہذا کی تشریح کے سلسلے میں کہتا ہوں کہ ماءِ وضوء کے ساتھ ذاتِ صغائر تو مطلقاً معاف ہو جاتے ہیں جیسا کہ جمہور کا مذہب ہے اور نفس کبائر و ذاتِ کبائر (یعنی بڑے گناہ) معاف نہیں ہوتے کما قال الجمھور. ان کیلئے توبہ ضروری ہے لیکن کبائر کے بُرے اثرات سواد، زنگ، بدبو وغیرہ ماءِ وضوء کے ساتھ مکمل طور پر یا کچھ نہ کچھ زائل ہو جاتے ہیں۔ یہ ہے میری توجیہ۔

فرمایا کہ: میری اس توجیہ سے احادیث میں اور واقعات و کراماتِ اولیاء اللہ میں تطبیق ہو جاتی ہے اور یہ بہت بڑا فائدہ ہے اہل کشف کے بارے میں کتابوں میں ہے کہ وہ وضوء کے پانی سے متوضی کے گناہ کا پتہ لگا لیتے ہیں کہ یہ کونسے گناہ میں مبتلا ہے۔

فرمایا کہ: اگر یہ توجیہ نہ کی جائے تو ان واقعات اور احادیث میں تعارض باقی رہتا ہے۔ کئی بزرگوں کے واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ ماءِ وضوء سے گناہ کبیرہ بھی خارج و زائل ہو جاتے ہیں جبکہ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ گناہ کبیرہ بغیر توبہ معاف نہیں ہوتے۔ پس بظاہر یہ تعارض ہے اور مخالفت ہے مذہب جمہور کی۔ لیکن میری اس توجیہ سے تعارض و اختلاف ختم ہو جاتا ہے۔ وہ اس طرح کہ کبیرہ گناہ کے خارج و زائل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا بُرا اثر سواد، زنگ وغیرہ زائل ہو جاتا ہے۔

مثال نمبر ۲: باب الوضوء من لحوم الابل

مسئلہ: باب الوضوء من لحوم الابل کے حوالہ سے موصوف کا عجیب ولطیف استنباط

حدیث: عن البراء بن عاذبؓ قال سئل رسول اللہﷺ عن الوضوء من الحوم الابل فقال

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.4 2021

توضؤا فیہا و سئل عن الوضوء من لحوم الغنم فقال لا توضؤا عنہا

ترجمہ: براءبن عاذبؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اُونٹ کے گوشت (کھانے سے) وضوء کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہا اس سے وضوء کر لیا کرو۔ اور لحومِ غنم (یعنی بکری کا گوشت کھانے) سے وضوء کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا اس سے وضوء نہ کیا کرو۔

نواقضِ وضوء سے متعلق چند اُمور

فرمایا کہ:"موجباتِ وضوء یعنی ایسے امور جن کی وجہ سے وضوء کرنا واجب ہو جاتا ہے میں میرا ایک عجیب و غریب، دقیق و بدیع اور لطیف و مفید ضابطہ اور قانون ہے جو نہایت جامع ہے اور خاص اصولوں پر مبنی ہے۔ یہ ضابطہ میں نے کتب فقہ و احادیث سے مستنبط کیا ہے۔ یہ کتابوں میں صراحۃً نہیں ہے اور نواقضِ وضوء سے متعلق ہے:

موصوف وجوب وضوء متعلق ایک ضابطہ ٔقانون خاص اصولوں کی روشنی میں واضح کرتے ہیں

۱: خروج شیٔ معتاد من اَحد السبیلین جبکہ محسوس ہو بطریق معتاد۔ اس نوع میں داخل ہیں بول وغائط۔ یہ معتاد بھی ہیں اور محسوس بھی ہوتے ہیں۔ یہ دونوں امور باتفاق ناقضِ وضوء ہیں۔

۲: خروج شیٔ معتاد من اَحد السبیلین غیر محسوس. اور وہ ہے ریح۔ کیونکہ یہ مبصرات میں سے نہیں ہے اس لئے غیر محسوس ہے۔ یہ بھی باتفاق ناقضِ وضوء ہے۔ البتہ نوعِ اوّل نجس بھی ہے اور یہ نجس نہیں ہے۔

۳: وہ امور جو متعلق بالمس ہوں، اور مسّ مدارِ نقض ہو، مثل مس الذّکر و مس المرٔاۃ وقُبلہ. (عورت کا بوسہ لینا) وغیرہ۔ ان امور کے ناقض وضوء ہونے میں اختلاف ہے۔

عندنا، ناقضِ وضوء نہیں ہیں خلافاً للشافعیؒ۔

۴: وہ امور جو از قبیل شرب واِبتلاع (نگلنا) ہوں۔ اسی قبیل سے ہے اَکل ماَمسَّت النار. یہ نہیں ہے۔ البتہ لحمِ اِبل میں امام احمد بن حنبلؒ کا اختلاف ہے وہ فرماتے ہیں کہ لحم ابل ناقضِ وضوء ہے۔

۵: وہ امور جن میں زوالِ عقل ہو بسبب سماعی، یعنی باَمرِ الٰہی مثل غشی واِغماء (بیہوش ہونا) بسبب امراض و آفات۔ یہ ناقضِ وضوء ہے۔ دیکھو عقل زائل ہو جائے تو دوبارہ وضوء کرنا ہو گا۔

۶: خروج شیٔ غیر معتاد من اَحد السبیلین مثل خروجِ دُود و ریح من ذَکر و قبل. اسمیں اختلاف ہے۔

۸: وہ جس کا مدار غضب النّبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہو فی الواقعۃ الجزئیۃ، مثلِ قہقہہ فی الصّلوٰۃ۔ عندالاحناف اس سے نماز بھی ٹوٹتی ہے اور وضوء بھی ٹوٹ جاتا ہے، خلافاً للشافعیؒ۔ وہ فرماتے ہیں کہ صرف نماز ٹوٹتی ہے۔ یہاں سبب غضبِ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے ان صحابہؓ پر، جو ایک نابینا صحابیؓ کے گڑھے میں گرنے پر نماز میں قہقہہ لگا کر ہنسے تھے۔ حضور ﷺ نے سلام پھیر کر زجراً فرمایا کہ تمام ہنسنے والے دوبارہ وضوء کر کے نماز ادا کریں۔[9]

۹: وہ جسکا سبب خروجِ وقت ہو، مثل خروجِ وقت لِلمعذور کالمستحاضۃ (وقت کے اندر چاہے جتنی نمازیں پڑھ لیں، لیکن وقت گزرنے کے بعد دوبارہ وضوء کرنا ہو گا) خروجِ وقتِ مدتِ مسح وغیرہ یہ ناقض وضوء ہے۔

۱۰: جس کے خروج کا سبب شہوت ہو مثل خروجِ مذی، یہ بالاجماع ناقضِ وضوء ہے۔

۱۱: وہ امر جس میں اختلاف ہو کہ وہ موجب وضوء ہے، یا موجب غسل ہے، مثل جماع بغیر انزال۔ یہ عند داؤد ظاہریؒ موجبِ وضوء ہے فقط، لیکن عندالجمہور موجبِ غسل ہے۔

۱۲: وہ اَمر جو اَخُ الموت ہو اور وہ نومِ ثقیل ہے۔ یہ ناقض وضو ہے عندالجمہور خلافاً للبعض۔

---

9 مولانا ابرار اللہ حدوٹی، امالی، کلاس، مولانا روحانی بازی، دورۂ حدیث شریف، جامعہ اشرفیہ، لاہور، ۲۰۰۱، ص:۱۴۴

:۱۳ خروجِ دمِ معتاد من المرأۃ مثل حیض۔

:۱۴ خروجِ دمِ غیر معتاد من المرأۃ مثل دمِ استحاضہ۔

:۱۵ وہ جسکا سبب ادائے فرض ہو، مثل مستحاضہ و مثل وضوءِ معذور، جو انفلاتِ ریح و سلسل البول کا مریض ہو۔ یہ ناقضِ وضوء ہے عند الشافعیؒ وغیرہ۔ امام شافعیؒ کے نزدیک وہ ایک وضوء سے صرف ایک فرض ادا کر سکتا ہے۔ دوسرے فرض کے لئے نیا وضوء کرنا ہو گا۔[10] یہ چند امور ناقضِ وضوء ہیں۔

باب الوضوء من لحوم الابل

مسئلہ: لحمِ ابل کے ناقضِ وضوء ہونے کے بارے میں موصوف کی ۲ دو جدید توجیہات و تشریحات

حدیث:عن البراء بن عاذبؓ قال سئل رسول اللہﷺ عن الوضوء من الحوم الابل فقال توضؤا فیہا و سئل عن الوضوء من الحوم للغنم فقال لا توضؤا عنہا۔[11]

ترجمہ: براء بن عاذبؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اُونٹ کے گوشت (کھانے کے بعد) وضوء کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس سے وضوء کر لیا کرو۔ اور لحوم غنم (بکری کا گوشت کھانے) سے وضوء کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا اس سے وضوء نہ کیا کرو۔

توجیہہ اوّل:

وجہ عاشر: یہ میری توجیہ ہے۔ وہ یہ کہ یہ حکم استحبابی ہے، اور صرف خواص کیلئے ہے، کیونکہ اسکی علت غیر فقہی ہے۔ وہ علّت یہ ہے کہ اِبل کا قرب سبب قساوت قلب ہے۔ چنانچہ حدیث مسلم وبخاری ہے اِلاَّ انّ غلظ القلوب ھٰھنا عند اذناب الابل۔[12] جب نفس قربِ ابل موجبِ قساوتِ قلوب ہے۔ فما ظنک بمن أکل لحم الابل و دخل بطنہ و صار لہ لحمًا و دماً داخلاً فی القلب و العُروق۔ یعنی تمہارا کیا خیال ہے اس شخص کے بارے میں کہ لحم اِبل اس کے پیٹ میں پہنچ کر اس کا خون، پوست، گوشت اور ہڈی بن جائے تو اسکا معاملہ اور شدید ہو گا۔ یقیناً وہاں بُرا اثر ہو گا اور سنگدلی پیدا ہو گی۔ لہٰذا اس قساوت اور بُرے اثر کے ازالہ کیلئے شرع نے وضوء کا حکم دیا کیونکہ وضوء روحانی علاج ہے۔ لیکن یہ علّت صرف خواص جانتے ہیں عوام نہیں۔ اسلئے یہ حکم صرف خواص کے لئے ہے عوام کیلئے نہیں ہے۔

توجیہہ ثانی: میں مولانا البازی اونٹ کے کئی خصائص ذکر کرتے ہیں

۱۔ ادبی اور لفظی ۲۔ تکوینی و طبعی

وجہ حادی عشر: یہ توجیہہ بھی میری اپنی ہے اور عجیب ولطیف و دقیق ہے کتابوں میں نہیں ہے۔ حاصل یہ ہے کہ اونٹ عجیب جانور ہے۔ متعدد خصائص میں وہ دیگر جانوروں سے ممتاز ہے۔ اونٹ کے کئی خصائص ہیں تکوینی و طبعی، ادبی اور لفظی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اِبل کو تشریعی خصوصیت بھی دے دی کہ اس کے گوشت کو موجبِ وضوء قرار دے دیا۔ لیکن یہ حکم صرف خواص کیلئے ہے اور یہ بھی استحباباً، کیونکہ الجنس یمیل إلی الجنس و ینجذب إلیہ والخاصۃ تجذب خاصۃً أخری.

خصوصیتِ ادبی و لفظی یہ ہے کہ اِبل کے مشہور نام دو ہیں:

۱۔ اِبل۔ ۲۔ جمل

اور دونوں لفظوں میں بے مثال ادبی خصائص ہیں۔ ”اِبل“ بروزن فِعِل ہے۔ ابو حیان لکھتے ہیں کہ سیبویہ نے لکھا ہے کہ تمام لغتِ عربی میں فِعِل وزن پر سوائے اِبل کے کوئی اور لفظ نہیں آیا۔ اخفش نے ”بِلِز“ پیش کیا جسے علماء نے صحیح لفظ نہیں کہا۔ وھٰذا من العجائب. وکذا قال أبو حیان فی الانکشاف.[13]

---

[10] مولانا سعید احمد انگوی، امالی، فادہ، محمد موسیٰ البازی، کلاس، دورۂ حدیث شریف، جامعہ اشرفیہ، لاہور، طبع: اول، ص:۸۷

[11] جامع ترمذی، حدیث شریف، باب الوضوء من لحوم الابل، ج:۱، ص:۹۹

[12] بخاری، محمد بن اسماعیل، ابو عبد اللہ، الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ ﷺ وسننہ وایامہ صحیح البخاري، دار طوق النّجاۃ، الطبعۃ: الاولی، ۱۴۲۲ھ، ج:۱

[13] سیوطی، عبد الرحمٰن بن ابی بکر، جلال الدّین، نوادر الاصول، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبعہ ثانیہ، ۱۹۸۲ء، ص:۵۲

اونٹ کادوسرانام "جَمَل" ہے۔اس کی ادبی خصوصیت یہ ہے

لفظِ جَمَل چھ مرتبہ جمع ہواہے اوراسکی نظیر ساری عربی میں نہیں ہے۔وھذا من العجائب. مراد جمع الجمع ہے۔ویسے تو ایک لفظ کی جمع جو الگ ہوں آتی رہتی ہیں چھ سے زیادہ بھی۔حافظ سیوطیؒ نے دیگر آئمہ نحاۃ واہل لغت سے نقل کرتے ہوئے مظہر اللغات میں لکھاہے کہ "جَمَل" کی جمع اَجمُل ہے۔پھر اَجمُل کی جمع اَجمال ہے۔پھر اَجمال کی جمع جامِل ہے۔پھر جامِل کی جمع جِمال ہے۔پھر جِمال کی جمع جِمالۃ ہے۔پھر جِمالۃ کی جمع جمالات ہے۔لہٰذا "جمالات" جمعِ جمعِ جمعِ جمعِ جمعِ جمعِ "جمل" ہے۔[14] سیوطیؒ نے لکھاہے لم یجمع فی کلام العرب لفظ ست مراتب الا لفظ جمل.[15] یعنی عربی لغت میں جمل کے سوا کوئی لفظ چھ مرتبہ یکے بعد دیگرے جمع نہیں ہوا۔[16]

مولاناالبازی اپنی تحقیقات میں اونٹ کی تکوینی وطبی خصوصیات کے بارے میں رقمطراز ہیں:

تکوینی خصوصیتیں یہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے پیدائشی طور پر اس کی ذات میں رکھی ہیں اور اسے دیگر حیوانات سے ممتاز کرتی ہیں۔کسی اور جانور میں یہ خصوصیات نہیں۔

(۱) ذوسنام عظیم ہے۔بلکہ بختی اونٹ کے دو کوہان ہوتے ہیں۔

(۲) عظیم الجثّہ ہے۔

(۳) سریع الانقیاد ہے یعنی بہت جلد تابعدار بن جاتاہے اوراتنا تابعدار کہ بچہ بھی مہار پکڑے لے تو اسکے پیچھے چلتاہے۔حتیٰ کہ کتب میں ہے کہ اگر چوہا بھی اسکی مہار پکڑلے تو اسکے پیچھے بھی چل پڑتاہے۔

(۴) یہ حمل ثقیل اٹھاتاہے اوراسی بوجھ کے ساتھ بیٹھتااوراُٹھتا بھی ہے۔اسے بٹھاکراس پر سامان لاداجاتاہے۔اسکی نظیر نہیں ہے۔بوجھ گردن کے جھٹکے سے اٹھاتاہے۔تو اسکی ساری طاقت کا منبع گردن ہے۔

(۵) اس کی پشت پر بیٹھنے،لیٹنے اور کھانے پینے کے سامان وغیرہ کیلئے عرب لوگ باقاعدہ چھوٹاساگھر بناتے تھے ،یعنی خانہ بدوش لوگ کھانے پینے کاانتظام اوپر ہی کرتے ہیں۔اسلئے عرب اسے "سفینۃ البر" کہتے ہیں۔

(۶) طویل العنق ہے۔اسی لمبی گردن کی طاقت سے بھاری سامان اُٹھاتاہے۔

(۷) سخت غصے والا جانور ہے۔کبھی مست ہوکر بہت بگڑ جاتاہے اوربلند آواز نکالتاہے۔ و یخرج الشقشقۃ عند الھیجان من جوفہ و ھی الجلدۃ الحمراء سرخ مشکیزہ جیسی۔

(۸) جب مست ہو تو بدخلق بن جاتاہے،اسکی قوت کئی گناہ بڑھ جاتی ہے اور عادت کے خلاف کئی گنازیادہ سامان اٹھاتاہے۔

(۹) سخت کینہ والاہے۔

(۱۰) اسکی طبیعت میں صبر زیادہ ہے حتیٰ کہ 9دن تک پیاسارہ سکتاہے۔عرب اسے آٹھ نو دنک ے بعد پانی پلانے کیلئے لاتے تھے۔

(۱۱) بنی اسرائیل پر اس کا گوشت حرام تھا،امتِ محمدیّہ پر حلال ہے۔

(۱۲) حدیث شریف میں ہے لا تسبوا الإبل فانھا من نفس الرحمن.

(۱۳) شیطان سے اس کا زیادہ تعلق ہے۔حدیث شریف میں ہے لا تصلوا في معاطن الابل فانھا مأوی الشیاطین.

نیز حدیث میں ہے إن علی ذروۃ کل بعیر شیطاناً۔ **ایک اور مرفوع حدیث ہے** "الإبل جن خلقت من الجن. **دوسری روایت ہے** إن إبلا خلقت من الشیاطین. **معلوم ہوتاہے کہ یہ مجمع الاضداد ہے۔**

(۱۴) سہیل تارے پر نظر نہیں ڈال سکتا،اگر سہیل تارے پر اسکی نظر پڑجائے تو مرجاتاہے یا بیمار ہوجاتا۔اسی وجہ سے وہ منہ اوپر نہیں کرتا۔

---

14 سیوطی،عبدالرحمٰن بن ابی بکر،جلال الدّین،نوادرالاصول،دارالکتب العلمیہ،بیروت،طبعہ ثانیہ،۱۹۸۲ء،ص:۲۳۴۔

15 ایضاً

16 مولانا،عبدالعزیز جہانگیروی،امالی،کلاس،محمد موسیٰ البازی،دورۂ حدیث شریف۔ص:۳۷

یہ تارا گرمیوں کے آخر میں جنوب سے نکلتا ہے اور ایک دوماہ تک نظر آتا ہے

یہ ہیں عجائباتِ تکوینیہ۔ یقیناً انہی خصوصیات کے باعث اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا:

أَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ۔ فرمایا کہ: ان تکوینی خصوصیات کی بناپر اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم سے تشریحی خصوصیت بھی دے دی کہ اس کا گوشت ناقضِ وضوء قرار دیا۔ اس کے اَکلِ لحم کے بعد وضوء مستحب ہے اور یہ حکم خواص کے لئے ہے کیونکہ اس قسم کے اسرار عوام نہیں جانتے۔

مثال نمبر (۳): اس حدیث کے بارے میں مولانا روحانی بازی کی تحقیقات

باب ما جاء في وقت صلاة العشاء الآخرۃ میں امام ترمذی محمد ابو عیسیٰ بن عیسیٰؒ یہ حدیث ذکر فرماتے ہیں:

حدیث: عن النعمان بن بشيرؓ قال: كان رسول الله يصلّيها (أى صلاة العشاء) لسقوط القمرا لثالثۃ.[17]

ترجمہ: یعنی "نعمان بن بشیرؓ کی روایت ہے کہ آنحضرت تیسری رات کے چاند کے غروب کے وقت نمازِ عشاء باجماعت ادا کرتے تھے

حدیثِ ہٰذا پر بحث کرتے ہوئے حضرت روحانی بازی "فائدہ" کے عنوان سے اپنی تحقیقات کرتے ہیں۔ مولانا البازی استدلال کے سلسلہ میں نہ ابو بکر بیہقیؒ و ابن حجرؒ سے متاثر ہیں اور نہ ملا علی قاریؒ و علامہ عینیؒ وغیرہ سے۔ اپنی تحقیق پر مکمل اعتماد ہے۔

مسئلہ حدیث ہٰذا سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ سقوطِ قمرِ لیلۂ ثالثہ کے وقت عشاء کی نماز پڑھتے تھے۔ اب پتہ لگانا ہے کہ اس سے کیا ثابت ہوتا ہے۔ اس حدیث میں عجیب کلام ہے علماءِ احناف اور غیر احناف کا۔[18]

ابن حجرؒ کا استدلال: اس حدیث سے ابن حجرؒ وغیرہ نے مذہبِ شافعی کے لئے یوں استدلال کیا ہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شفقِ ابیض عشاء میں داخل ہے کیونکہ تیسری رات کا چاند اس وقت غروب ہوتا ہے جب شفقِ احمر ختم ہوتی ہے۔" قال: و فيه اصرح دليل لمذهب الشافعي ان الأفضل الصلاة لأوّل و قتها حتي العشاء" انتھی. یعنی یہ حدیث مذہب شافعیؒ کی دلیل ہے تعجیلِ عشاء پر۔ نیز ثابت ہوا کہ عشاء کی نماز میں بھی اوّل وقت افضل ہے۔

بیہقیؒ: امام بیہقیؒ نے باب تعجیل العشاء میں اس حدیث کو ذکر کیا ہے کہ یہ تعجیل (جلدی) پر دال ہے۔

ملا علی قاریؒ و عینیؒ کی تردید: لیکن ملا علی قاریؒ و عینیؒ تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ غیبوبت شفقِ احمر کے وقت دوسری رات کا چاند غروب ہوتا ہے نہ کہ تیسری رات کا چاند۔ تیسری رات کا چاند غیبوبتِ شفقِ ابیض کے وقت غروب ہوتا ہے۔ لہٰذا شفقِ ابیض مغرب میں داخل ہے۔[19]

مولانا البازی اپنی تحقیقات میں ابنِ حجرؒ اور بیہقیؒ کی تردید کرتے ہوئے اپنی تحقیقات ذکر کرتے ہیں۔

فائدہ: فرمایا کہ: میری تحقیق یہ ہے کہ ابن حجرؒ و بیہقیؒ کے اَقوال غلط محض ہیں۔ اسی طرح ملا علی قاریؒ و عینیؒ کا جواب بھی سراسر بے جا اور غلط محض ہے۔ سب کے اَقوال تحقیق کے خلاف ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ قمرِ ثانیہ و ثالثہ کے غروب کا کوئی معین وقت نہیں ہوتا بلکہ وہ ہر ماہ بدلتا رہتا ہے کبھی تعجیل سے غروب ہوتا ہے اور کبھی تاخیر سے غروب ہوتا ہے۔ اس حدیث سے کوئی تحدید اور تخصیصِ وقت مراد نہیں ہے۔ دونوں جانب کے اَقوال اصولِ علم ہیئت و مشاہدہ و تجربہ کے خلاف ہیں اور اس کا سبب اصولِ ریاضی سے بے خبری ہے۔ اور اس میں کوئی حرج بھی نہیں ہے کیونکہ اس سے ان کی شان میں کوئی قدغن نہیں لگ سکتی۔

فرمایا کہ: میرے نزدیک اس حدیث کی شرح بالکل جدا ہے جو کتبِ دُنیا میں موجود نہیں ہے۔ مراد کتبِ فقہ ہیں۔ کتبِ فقہ میں اس حدیث کی شرح میں یہ باتیں نہیں کی گئیں۔ اس حدیث یعنی حدیثِ نعمان بن بشیرؓ کی تحقیق میں میری مستقل تصنیف ہے جو کہ عربی میں ہے، جس میں عجائب و غرائب ہیں۔ اس

---

[17] ترمذی، بن عیسی بن سَورۃ بن موسی بن الضحاک، سنن الترمذي، مطبعہ مصطفی البابي الحلبي، مصر، ۱۹۷۵ء، باب ماجاءفی وقت صلاۃ العشاء الآخرۃ، ج:۱، ص:۴۳

[18] مولانا، روحانی بازی، فلکیاتِ جدیدہ، جامعہ اشرفیہ، لاہور، ۲۰۰۱، ج:۱، ص:۳۵۹۔

[19] ایضاً، ص:۳۶۰۔

میں چاند کی حرکات پر اور اوقاتِ غروب پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ اس کی تفصیل میں، مَیں نے الگ ایک باب قائم کیا ہے اپنی کتاب فلکیاتِ جدیدہ میں۔ اس کو بڑے بڑے محدثین نے پسند فرمایا اور اس سے بڑے متاثر ہوئے فللّٰہ الحمد.

فرمایا کہ: اس کا فقہی خلاصہ یہ ہے کہ یہ حدیث دو امور پر دال ہے۔ اوّل یہ کہ شفق ابیض عشاء کے اندر داخل نہیں ہے کما قال ابو حنیفہؒ۔ دوم یہ کہ اس حدیث سے افضلیتِ تاخیر عشاء ثابت ہوتی ہے نہ کہ تعجیلِ عشاء، کما قال الشافعیؒ۔ اور ہونا بھی یہی چاہیئے کہ حضور تاخیر پر عمل کرتے تھے اور ائمہ اربعہ بھی تاخیر کے قائل ہیں۔ لہٰذا ابن حجرؒ و بیہقی و عینیؒ و ملا علی قاریؒ وغیرہ کی بات درست نہیں ہے۔[20]

موصوف اپنی تحقیقات میں ابن حجرؒ اور بیہقیؒ پر تعجب کرتے ہیں

فرمایا کہ: تعجب ہے کہ بیہقیؒ نے تعجیل صلاۃ العشاء کا باب قائم کیا ہے اور یہ حدیثِ نعمان بن بشیر اس کے تحت ذکر کی ہے اور تعجب ہے کہ ابن حجرؒ جیسے محقق پر بیہقیؒ کے کلام سے دھوکہ کھا گئے اور کہا کہ یہ حدیث اس پر دال ہے کہ شفقِ ابیض عشاء میں داخل ہے۔ حیرت ہے کہ ابن حجرؒ جیسے آدمی نے کبھی ایک دوبار بھی مشاہدہ کی تکلیف نہیں فرمائی اور عینیؒ و ملا علی قاریؒ اگرچہ بہت بڑے ماہر علوم تھے لیکن فلکیات وریاضی میں ماہر نہ تھے ۔[21]

تفصیل تحقیقاتِ روحانی بازی

فرمایا کہ: یہ مسئلہ موقوف ہے اس بات پر کہ چاند کی حرکت اور ہر رات اسکی تاخیر کی مقدار معلوم ہو جائے کہ وہ روزانہ کتنی مسافت طے کرتا ہے۔ چاند کی حرکات معلوم کرنے کے بعد آپ خود بخود جان لیں گے کہ ان بزرگوں کے اقوال درست نہیں ہیں۔ فلکیات جدیدہ کے دوسرے حصہ ص ۳۵۷ میں اس کی تفصیل موجود ہے۔ بطورِ تمہید چند اصول جان لیں:

چاند کی حرکات معلوم کرنے کے چند اصول: یکم کا چاند کب نظر آسکتا ہے علماء کے تین اقوال ہیں

قولِ اوّل: یہ ہے کہ یکم کا چاند اس وقت نظر آسکتا ہے جبکہ سورج کے غروب ہونے کے بعد بارہ درجے پیچھے رہ جائے یعنی سورج اور اس کے مابین بارہ درجے کا فاصلہ ہو۔ انتیس کو چاند و سورج اکٹھے غروب ہوتے ہیں اس لئے انتیس کو نظر نہیں آتا۔

دوسرا قول: دس درجے کا ہے یعنی چاند دس درجہ پیچھے رہ جائے بعد الغروب۔

تیسرا قول: آٹھ درجے کا ہے۔

فرمایا کہ: دوسری اور تیسری رات کے چاند کے غروب ہونے کے چند اصول

مولانا البازی فنِ ہیئت کے اصولوں کی روشنی میں فلکی دلیلوں سے اس مسئلے کو حل کرتے ہوئے رقمطراز ہیں

حدیث: عن النعمان بن بشير قال: كان رسول الله ﷺ يصلّيها (أيصلاةالعشاء) لسقوط القمرالثالثة.[22]

ترجمہ: یعنی "نعمان بن بشیرؓ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ تیسری رات کے چاند کے غروب کے وقت نماز عشاء باجماعت ادا کرتے تھے۔"

فرمایا چاند کی عمر کا مدار وسبب زمین کی گردش ہے۔ جو فی ۴ منٹ ایک درجہ ہے:

الف تیسری رات کے چاند کا غروب ہمیشہ بیک وقت نہیں ہوتا بلکہ اسکا غروب کبھی جلد اور کبھی دیر سے ہوتا ہے۔

(ب) لہٰذا اس حدیث میں صرف تخمینہ بتایا گیا ہے۔ چنانچہ از روئے ایں حدیث ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ

---

[20] ایضاً، ص: ۲۶۹

[21] مولانا روحانی بازی، الہیۃ الکبریٰ، جامعہ اشرفیہ، لاہور، ۲۰۰۱، ج: ۱، ص: ۲۳۰

[22] ترمذی، بن عیسی بن سَورۃ بن موسی بن الضحاک، سنن الترمذي، مطبعہ مصطفى البابي الحلبي، مصر، 1975ء، باب ماجاء فی وقت صلاۃ العشاء الآخرۃ، ج: ۱، ص: ۴۳

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.4 2021

عشاء کی نماز کبھی تاخیر سے اور کبھی جلد اَدا فرمایا کرتے تھے۔ کیونکہ غروبِ قمر کا وقت بدلتا رہتا ہے۔

(ج) بعض علمائے احناف یہ قول کہ تیسری کے چاند کا غروب، شفق یعنی شام کی سفیدی کے اختتام کے قریب ہوتا ہے، بطور قاعد کلیّہ پیش کرنا صحیح نہیں۔ البتہ گاہے گاہے یہ صحیح ہو سکتا ہے۔

(د) اسی طرح اُن کا یہ دعویٰ بھی تفصیل طلب ہے کہ دوسری رات کا چاند اس وقت غروب ہوتا ہے جبکہ شفق یعنی شام کی سُرخی (یہ بھی شفق کے ایک معنی ہے) اختتام پذیر ہو۔ تفصیل طلب اس واسطے ہے کہ دوسری کے چاند کا وقتِ غروب بھی مختلف ہوتا رہتا ہے۔[23]

(ہ) حافظ ابن حجرؒ کا یہ دعویٰ تو صریح خطا ہے کہ تیسری کا چاند، غیبوبتِ شفقِ ابیض، یعنی شام کی سُرخی کی غیبوبت کے وقت غروب ہوتا ہے۔ فلکی دلیل اور فنِ ہیئت کے بیانات کے علاوہ مشاہد ہو تجربہ سے بھی ابن حجرؒ کی واضح تردید ہوتی ہے

ابن حجرؒ کی عبارت بحوالہ ملا علی قاریؒ یہ ہے:

قال القاری کما فی البذل: قال ابن حجر: والقمر غالباً یسقط فی تلک اللیلة (أی الثالثة) قرب غیبوبة الشفق الاحمر. و فیه أصرح دلیل المذہب الشافعي ان الافضل الصلاة لأوّل و قتها حتی العشاء. انتهی.قال القاریؒ: و فیه ان هذا قول غیر محرر فان القمر فی اللیلة الثانیة یغرب غیبوبة الشفق دون الثالثة.[24]

موصوف کی مزید تحقیقات و تشریحات

بایں حساب ایک گھنٹہ میں زمین کے ۱۵ درجے گھوم جاتے ہیں۔ یعی چار منٹ میں ایک درجہ:

(و) درج ذیل تفصیل سے مذکورہ صدر بیان کی تشریح ہوتی ہے۔ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ یکم کے چاند کی رؤیت اور نظر آسکنے کے لئے ضروری ہے کہ وہ آفتاب سے شرقاً بقول بعض کم از کم ۸ درجے بُعد رکھتا ہو اور بقول بعض ۱۰ درجے اور بقول بعض دیگر ماہرین ۱۲، ۱۳ درجے۔ بالفاظ دیگر یکم کے چاند کے لئے ضروری ہے کہ آفتاب کے غروب کے بعد وہ کم از کم ۸ درجے یا ۱۰ درجے یا ۱۲ درجے بالائے اُفقِ غربی چمکتا د مکتا رہ جائے۔

(ز) چونکہ شمس و قمر اور دیگر کواکب کے طلوع و غروب کا سبب زمین کی محوری گردش ہے۔ محوری گردش کا دورہ ۲۴ گھنٹوں میں مکمل ہوتا ہے یعنی زمین کے ۳۶۰ درجوں کی تکمیلِ دورہ کیلئے ۲۴ گھنٹے درکار ہیں۔
بایں حساب ایک گھنٹہ میں زمین کے ۱۵ درجے گھوم جاتے ہیں یعنی ۴ منٹ میں ایک درجہ۔[25]

(ح) فرض کریں کہ یکم کی شب "چاند" آفتاب کے غروب کے وقت آفتاب سے ۸ درجے شرقی بُعد پر تھا اور یہ بھی فرض کریں کہ آفتاب چھ بجے غروب ہوا تو چاند کی کی عُمر ۸ X ۴ = ۳۲ منٹ ہو گیا اور غروب ۶ بجکر ۳۲ منٹ پر واقع ہو گا۔

چونکہ چاند اپنی ذاتی حرکت "بطرف مشرق" کی وجہ سے ہر روز سابقہ مقام پر ۵۱ منٹ کی تاخیر سے پہنچتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آج چاند مثلاً ۶ بجکر ۳۲ منٹ پر جہاں ہے، دوسری رات وہ اُسی مقام پر ۵۱ منٹ تاخیر سے پہنچے گا۔ لہٰذا دوسری رات کے چاند کی عُمر ۳۲ + ۵۱ = ۸۳ منٹ (ایک گھنٹہ ۲۳ منٹ) ہو گیا اور غروب ۷ بجکر ۲۳ منٹ پر ہو گا اور تیسری کے چاند کی عُمر ۸۳ + ۵۱ = ۱۳۴ منٹ یعنی ۲ گھنٹہ ۱۴ منٹ ہو گیا اور غروب ۸ بجکر ۱۴ منٹ پر۔[26]

---

23 مولانا، روحانی بازی، فلکیاتِ جدیدہ، جامعہ اشرفیہ، لاہور، ۲۰۰۱، ج:۱، ص:۳۵۶۔

24 ابن حجر، احمد بن علی العسقلانی، امانی الاحبار، دارالکتب العلمیہ، بیروت، الطبعة الثالثہ ۱۹۹۸ء، ج:۲، ص:۳۰۰

25 مولانا، روحانی بازی، فلکیاتِ جدیدہ، جامعہ اشرفیہ، لاہور، ۲۰۰۱، ج:۱، ص:۳۶۲

26 مولانا روحانی بازی، فلکیاتِ جدیدہ، ج:۱، ص:۳۶۵

(ط) یہ حساب ۸درجے کے قائلین کے نزدیک یکم کو چاند کی رویئت کے لئے واجبی اور کم از کم بُعد پر مبنی تھا۔لیکن اس قول والوں کی رائے میں یکم کے چاند کا آفتاب سے شرقی بُعد زیادہ سے زیادہ ۱۹درجے ہو سکتا ہے کیونکہ چند صفحات قبل(ملاحظہ وصفحہ ۳۳۷،۳۳۸) بتایا جاچکا ہے کہ چاند ذاتی حرکت بطرف مشرق کی مقدار فی یوم ۱۲،۱۳درجے ہے تو فرض کریں جمعہ کی شب چاند کا بُعدِ شرقی آفتاب سے ۷درجے تھا لہٰذا وہ نظر نہ آسکا،البتہ سنیچر کی شام کو نظر آئے گا۔لیکن سنیچر کی شام تک آفتاب سے چاند کے مشرقی بُعد میں مزید بارہ درجے کا اضافہ ہوچکا ہوگا یعنی سنیچر کی شام کو وہ آفتاب سے ۱۹درجے (۷ + ۱۲ = ۱۹درجے) پیچھے ہوگا۔لہٰذا اگر بُعد ۱۹درجہ ہو تو یکم کے چاند کی عُمر ۱۹X۴ = ۷۶منٹ یعنی ایک گھنٹہ ۱۶منٹ ہوگیا اور غروب ۷بج کر ۱۶منٹ پر۔دوسری کے چاند کی عُمر ۷۶ + ۵۱ = ۱۲۷منٹ (دو گھنٹہ ۷منٹ) ہوگیا اور غروب ۸بج کر ۷منٹ پر۔تیسری رات کے چاند کی عُمر ۱۲۷ + ۵۱ = ۱۷۸منٹ (۲گھنٹہ ۵۸منٹ) ہوگیا اور غروب ۸بج کر ۵۸منٹ پر ہوگا۔

(یا اس بیان میں ۱۲درجے والوں کی رائے کے پیشِ نظر رویئت قمر کے لئے کم سے کم اور واجبی فاصلے کو مدّنظر رکھا گیا ہے۔ اس کو اسی قول والوں کی رائے میں یکم کے چاند کا آفتاب سے شرقاً فاصلہ ۲۳درجے تک ممکن ہے۔ بنابریں یکم کو چاند کی عُمر ۲۳ + ۴ = ۹۲منٹ (ایک گھنٹہ ۳۲منٹ) ہوگیا اور غروب ۷بج کر ۳۲منٹ پر۔ یاد رکھیں کہ غروبِ آفتاب ۶بجے فرض کیا گیا ہے۔ دوسری رات کو چاند کی عُمر ۹۲ + ۵۱ = ۱۴۳منٹ (دو گھنٹہ ۲۳منٹ) ہوگیا اور غروب ۸بج کر ۲۳منٹ پر۔ تیسری شب اُس کی عُمر ۱۴۳ + ۵۱ = ۱۹۴منٹ (۳گھنٹہ ۱۴منٹ) ہو کر ۹بجکر ۱۴پر غروب ہوگا۔

مسطورہ صدر تحقیق،خارجی عوامل کی تاثیر و عمل سے قطع نظر،زمین اور چاند کی صرف ذاتی حرکت پر مبنی ہے۔اگر اُن خارجی عوامل کو مدّنظر رکھا جائے جن سے چاند کا طلوع و غروب اثر پذیر ہو کر مقدّم یا مؤخّر ہوتا ہے تو چاند کی عمر میں مزید اضافہ ہوسکتا ہے۔البتہ گاہے ان عوامل کی وجہ سے قمر کی مذکورہ صدر عمر میں کمی واقع ہونا بھی ممکن ہے۔

(یج) اس بیان سے واضح ہوا کہ تیسری شب کے چاند کی عمر ۲گھنٹہ ۱۴منٹ،۲گھنٹہ ۵۸منٹ اور ۳گھنٹہ ۱۴منٹ ہوسکتی ہے یعنی اتنی مدّت وہ بالائے اُفق رہ سکتا ہے۔حسبِ دعوائے ابن حجرؒ کہ "تیسری شب کے چاند کا غروب شفقِ اوّل یعنی شام کی سرخی کے اختتام کے وقت ہوتا ہے" ضروری ہے کہ شام کی سرخی مغربی اُفق پر ۲گھنٹے بلکہ ۳گھنٹے سے بھی زیادہ دیر تک قائم و باقی رہتی ہو اور یہ بالکل غلط بلکہ ناممکن ہے۔[27]

(ید) یکم،دوسری اور تیسری شب کے چاند کی عمر و اوقاتِ غروب کا نقشہ:

ی) اگر یکم کے چاند کا آفتاب سے بُعدِ شرقی ۱۲درجے ہو جیسا کہ بعض کا قول ہے تو یکم کو چاند کی عُمر ۱۲X۴ = ۴۸منٹ ہوگیا اور غروب ۶بج کر ۴۸منٹ پر۔دوسری شب کو اُسکی عُمر ۴۸+ ۵۱ = ۹۹منٹ (ایک گھنٹہ ۳۹منٹ) ہونی چاہئے اور غروب ۷بجکر ۳۹منٹ پر اور تیسری شب کو اُس کی عُمر ۹۹ + ۵۱ = ۱۵۰منٹ (۲گھنٹہ ۳۰منٹ) ہوجائے گیا اور غروب ۸بج کر ۳۰منٹ پر ہوسکے گا۔

[27] مولانا روحانی بازی، فلکیاتِ جدیدہ،ج:۱،ص:۲۵۳۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.4 2021

یکم کے چاند کے ذریعے	یکم کے چاند کی عمر	یکم کے چاند کا غروب	دوسری کے چاند کی عمر	دوسری کے چاند کا غروب	تیسری کے چاند کی عمر	تیسری کے چاند کا غروب
۸	۳۲ منٹ	۶ بجکر ۲۲ منٹ	۸۳ منٹ	۷ بجکر ۲۳ منٹ	۱۳۴منٹ	۸ بجکر ۱۴ منٹ
۱۰	۴۰ //	۶ // ۴۰ //	۹۱ //	۷ // ۳۱ //	۱۴۲ //	۸ // ۲۲ //
۱۲	۴۸ //	۶ // ۴۸ //	۹۹ //	۷ // ۳۹ //	۱۵۰ //	۸ // ۳۰ //
۱۴	۵۶ //	۶ // ۵۶ //	۱۰۷ //	۷ // ۴۷ //	۱۵۸ //	۸ // ۳۸ //
۱۵	۶۰ //	۷ بجے	۱۱۱ //	۷ // ۵۱ //	۱۶۲ //	۸ // ۴۲ //
۱۶	۶۴ //	۷ بجکر ۴ منٹ	۱۱۵ //	۷ // ۵۵ //	۱۶۶ //	۸ // ۴۶ //
۱۸	۷۲ //	۷ // ۱۲ //	۱۲۳ //	۸ // ۳ //	۱۷۴ //	۸ // ۵۴ //
۱۹	۷۶ //	۷ // ۱۶ //	۱۲۷ //	۸ // ۷ //	۱۷۸ //	۸ // ۵۸ //
۲۰	۸۰ //	۷ // ۲۰ //	۱۳۱ //	۸ // ۱۱ //	۱۸۲ //	۹ // ۲ //
۲۲	۸۸ //	۷ // ۲۸ //	۱۳۹ //	۸ // ۱۹ //	۱۹۰ //	۹ // ۱۰ //
۲۳	۹۲ //	۷ // ۳۲ //	۱۴۳ //	۸ // ۲۳ //	۱۹۴ //	۹ // ۱۴ //

) یادرکھیں شام کی سُرخی عموماًایک گھنٹہ سے قبل قبل ختم ہوجاتی ہے لیکن اسکی مدتِ بقاءبلکہ اسکی شدت وخفّت ولطافت وکثافت میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔اگرفضاء نمناک اورمرطوب ہوتواُسکی مدتِ بقاءزیادہ اور سُرخی شدیداور تیزترَہوگیاوراگردن کوآفتاب کی تمازت زیادہ اوردھوپ کی حرارت تیزہوتوشام کی سُرخی کی شدت میں کمی کےعلاوہ اُسکی مدت ِبقاءکم ہوگی اوروہ جلد آنکھوں سے اُوجھل ہوجائےگی۔یہ بھی یادرکھیں کہ شفق کی سُرخی کی عمروشدت ِرنگ پرموسموں کااختلاف بھی اَثراندازہوتاہے۔اس نقشے میں چاندکی عمرسےغروب ِآفتاب کے بَعد تاغروبِ قمرکی مدّت مرادہے۔چاندکی اس عمرکامداروسبب زمین کی گردش ہےجوفی ۴منٹ ایک درجہ ہے۔[28]

چندصفحات قبل چاندکی عمرپرجوتحقیقی بحث گزری اُسکاسبب وباعث چاندکی مشرق کی طرف ذاتی حرکت ہے۔ چانداس ذاتی حرکت کےساتھ ایک درجہ تقریباًدوگھنٹے میں طے کرتاہے[29]

فرمایاکہ: تویہ تحقیق ابن حجرؒاورعینیؒ وغیرہ دونوں پرحجت ہےاور بیہقیؒ بھی اس مسئلہ میں غلطی کھاگئے۔یہ عجائبات میں نےآپکوبتائے۔[30]

خلاصہ کلام: درج بالادلائل سے ثابت ہواکہ آئمہ اسلافؒ کی طرح بقیۃ السّلف مولانامحمد موسیٰ روحانی بازیؒ کاوجودِ بھی دینِ اسلام کی تاریخِ دعوت وعزیمت کی ایک زرّیں کڑی اورتسلسل اور حدیث مبارکہ کی حقانیت وصداقت کی ایک واضح دلیل ثابت ہوا۔ آپ کی تصانیف کی

[28] مولانا،روحانی بازی،فلکیاتِ جدیدہ، جامعہ اشرفیہ،لاہور،۲۰۰۱،ج:۱،ص:۳۶۷۔

[29] کتاب فلکیات ِجدیدہ،ص:۳۵۱۔

[30] ایضاً،ص:۳۷۰۔

تعداد ۲۰۰ سے زائد ہیں جو تحقیق و تدقیق کا ایک بہت بڑا خزانہ لیے ہوئے نظر آتی ہیں۔ آپ کی تحقیقات و تدقیقات کا یہ عالَم تھا کہ جس لفظ کی تحقیق پر بھی قلم اُٹھایا تو ایک ضخیم کتاب تصنیف کرڈالی۔ یہ خوبی قدرت نے آپ کو وہبی طور پر عطا فرمائی تھی۔ آپ اکثر علمی وفنی مسائل میں دیگر علماء کرام کے اَقوال و آرااور دلائل کے ساتھ ساتھ آپ "اَقول" کہہ کر اپنی جانب سے جدید دلائل اور لطیف توجیہات بھی ذکر فرماتے اور وہی جوابات و دلائل سب سے زیادہ قوی ہوتے بطورِ مثال دی گئیں، چند توجیہات سے ثابت کیا گیا ہے۔

حوالہ جات وحواشی:

القرآن الکریم

ابن حجر، احمد بن علی العسقلانی، امانی الاحبار، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع: ثالث 1998ء

ابو داود، سلیمان بن الاشعث بن اسحاق بن بشیر السِّجِسْتاني، سنن ابي داود، المكتبہ العصریہ، صیدا بیروت، طبع: ثانی، ۲۰۰۱،

بخاری، محمد بن اسماعیل، ابوعبد اللہ، الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ ﷺ وسننہ وایامہ صحیح البخاري، دار طوق النّجاة، طبع: اول، ۱۴۲۲ھ

بروایت، عبد الرحمٰن الباز ی، الحسن، ماہنامہ، جامعہ اشرفیہ، لاہور، طبع: اول، ۲۰۰۱،

ترمذی، بن عیسی بن سَوْرة بن موسی بن الضحاک، سنن الترمذي، مصطفی البابي الحلبي، مصر، طبع ثانی، ۱۹۷۵ء

سیوطی، عبد الرحمٰن بن ابی بکر، جلال الدّین، نوادرالاصول، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع ثانی، ۱۹۸۲،

شعرانی، جامع المعبد الوہاب، میزانِ کبریٰ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، طبع: اول، ۱۹۷۶ء

عبد الرحمٰن، البازی، دُنیائے علم کا مینار، ماہنامہ الصیانۃ المسلمین، پاکستان، طبع: اول، جون ۱۹۹۹ء

مسلم، ابن الحجاج، نیشاپوری، مسند صحیح مختصر بنقل عدل عن عدل الی رسول اللہ، دار إحیاء التراث عربی، لبنان، س ن

مولاناسعید احمد انگوی، امالی، کلاس، مولاناروحانی بازی، جامعہ اشرفیہ، لاہور، طبع: اول، ۱۹۹۶ء

مولاناابرار اللہ حدوٹی، امالی، کلاس، مولاناروحانی بازی، دورۂ حدیث شریف، جامعہ اشرفیہ، لاہور، طبع: اول، ۲۰۰۱،

مولانامحمد عبد العزیز جہانگیروی، امالی، کلاس، مولاناروحانی بازی، دورہ ٔحدیث شریف، جامعہ اشرفیہ، لاہور، طبع: اول، ۱۹۹۶ء

مولاناعزیر، امالی، کلاس، مولاناروحانی بازی، دورہ ٔحدیث شریف، جامعہ اشرفیہ، لاہور، ۲۰۰۷ ء

مولانا، روحانی بازی، فلکیاتِ جدیدہ، جامعہ اشرفیہ، لاہور، طبع: اول، ۲۰۰۱ ء